از عدالت عظمیٰ

ٹاٹا آئل ملز کمپنی لمیٹڈ

بنام

اٹس ورکمین

[پی بی گجیند رگڈکر، سی جے، کے این وانچواور کے سی داس گپتا، جسٹسز۔]

صنعتی تنازعہ-شریک ملازم پر حملہ-کیا اسٹینڈنگ آرڈر 22(viii) کو راغب کیا گیا-گھریلو انکوائری-پابندیاں جب تک کہ غلط یا ثبوت کی کمی نہ دکھائی جائے-فوجداری مقدمہ بھی زیر التوا ہے-انکوائری پر روک لگانے میں ناکامی، اگر انکوائری کو خراب کرتی ہے-اسٹینڈنگ آرڈر 22(viii)۔

اس رپورٹ پر کہ آر اور ایم، اپیل کنندہ کے دونوں ملازمین نے سر راہ A ، دوسرے ملازم کو روک کر فیکٹری کے باہر اس پر حملہ کیا، اپیل کنندہ نے تحقیقات کی اور صنعتی ٹریبونل سے آر اور ایم کو برخاست کرنے کی منظوری طلب کی، جس کے سامنے ایک صنعتی تنازعہ زیر التوا تھا۔ٹریبونل نے آر کو برخاست کرنے کی منظوری دی لیکن ایم کو نہیں۔اس کے بعد آر کو برخاست کر دیا گیا۔مدعا علیہ نے مذکورہ برخاستگی کی صداقت اور جواز کے حوالے سے صنعتی تنازعہ اٹھایا۔اس تنازعہ کے حوالے سے، انڈسٹریل ٹریبونل نے فیصلہ دیا

کہ حملے کو آر اور اے کے درمیان ایک نجی معاملے کے طور پر سمجھا جا سکتا ہے جس سے اپیل کنندہ کا تعلق نہیں ہے اور اس کے نتیجے میں آر کے خلاف اسٹینڈنگ آرڈر 22 (viii) نہیں لگایا جا سکتا، اور اس نے آر کی بحالی کا حکم دیا۔ خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل پر:

منعقد: (i) کہ اسٹینڈنگ آرڈر 22 (viii) میں فیکٹری کے بغیر کسی بھی ہنگامہ خیز رویے کو شامل کرنا غیر معقول ہوگا جو خالصتاً نجی اور انفرادی تنازعہ کا نتیجہ تھا اور جس کے دوران دونوں مدمقابل کا غصہ گرم ہو جاتا ہے۔ اس لیے کہ اسٹینڈنگ آرڈر 22 (viii) کو راغب کیا جا سکے، اپیل کنندہ کو یہ ظاہر کرنے کے قابل ہونا چاہیے کہ بے ترتیب یا ہنگامہ خیز رویے کا حملہ آور اور متاثرہ کی ملازمت سے کچھ عقلی تعلق تھا۔

(ii) موجودہ معاملے میں اے پر آر کا حملہ خالصتاً نجی یا انفرادی معاملہ نہیں تھا بلکہ ترغیبی بونس اسکیم کے تعارف کے حوالے سے دونوں کے درمیان اختلاف رائے کا حوالہ تھا اور اسے اسٹینڈنگ آرڈر 22 (viii) کے دائرہ کار سے باہر نہیں کہا جا سکتا۔

(iii) ٹریبونل اس نتیجے پر پہنچنے میں غلطی پر تھا کہ انکوائری اس کمزوری سے دوچار تھی کہ یہ فطری انصاف کے اصولوں کے منافی انجام دی گئی تھی۔

یہ سچ ہے کہ اگر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ چارج شیٹ شدہ کارکنوں کے کہنے پر سماعت ملتوی کرنے سے انکار کر کے، انکوائری آفیسر مذکورہ کارکنوں کو ثبوت پیش کرنے کا معقول موقع دینے میں ناکام رہا، جسے مناسب صورت میں، انکوائری میں کمزوری کا عنصر متعارف کرانے کے لیے سمجھا جا سکتا ہے؛ لیکن اس معاملے کے حالات میں، اس طرح کا اندازہ لگانا ممکن نہیں ہوگا۔

(iv) ٹریبونل کا یہ نتیجہ کہ برخاستگی بدنیتی پر مبنی تھی، ممکنہ طور پر برقرار نہیں رکھا جا سکتا۔

ٹریبونل نے عدالتی نقطہ نظر کے اس بنیادی اصول کو مکمل طور پر نظر انداز کر دیا ہے کہ اگر کوئی جج یا ٹریبونل حقیقت یا قانون کے کسی غلط نتیجے پر پہنچ بھی جائے تو اس نتیجے کی محض غلطی اس نتیجے کو بدنیتی پر مبنی نہیں بناتی۔

(v) چونکہ گھریلو انکوائری منصفانہ طور پر کی گئی تھی، اور اس میں درج کیے گئے نتائج شواہد پر مبنی تھے جن پر یقین کیا گیا تھا، اس لیے انڈسٹریل ٹریبونل کے لیے ان ہی حقائق پر غور کرنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔ اس طرح کی انکوائریوں میں مناسب طریقے سے درج کیے گئے نتائج فریقین پر پابند ہوتے ہیں، جب تک کہ یہ ظاہر نہ ہو کہ اس طرح کے نتائج غلط ہیں یا کسی ثبوت پر مبنی نہیں ہیں۔

پھول باری ٹی اسٹیٹ بمقابلہ اٹس ورکمین، [1960] 1 ایس۔سی۔آر۔32، کا حوالہ دیا گیا ہے۔

(vi) انڈسٹریل ٹریبونل غلطی پر تھا جب اس نے گھریلو انکوائری کے نتائج کو جزوی طور پر بدنیتی پر مبنی قرار دیا کیونکہ آر کے خلاف فوجداری کارروائی زیر التواء ہونے تک انکوائری پر روک نہیں لگائی گئی تھی۔

یہ مطلوب ہے کہ اگر گھریلو تفتیش میں کسی کارکن کے خلاف بنائے گئے الزام کو جنم دینے والے واقعے کی سماعت فوجداری عدالت میں کی جا رہی ہے، تو آجر کو فوجداری

مقدمے کے حتمی نمٹارے تک گھریلو تفتیش پر روک لگانی چاہیے۔ جب الزام سنگین نوعیت کا ہو تو اس طرح کا راستہ اپنانا خاص طور پر مناسب ہوگا کیونکہ مزدور کو دفاع ظاہر کرنے پر مجبور کرنا غیر منصفانہ ہوگا جو وہ فوجداری عدالت کے سامنے لے سکتا ہے۔ لیکن یہ کہنا کہ گھریلو انکوائریوں کو فوجداری مقدمے کی سماعت کے لیے زیر التواء رکھا جا سکتا ہے، یہ کہنے سے بہت مختلف ہے کہ اگر کوئی آجر گھریلو انکوائری کے ساتھ آگے بڑھتا ہے، اس حقیقت کے باوجود کہ فوجداری مقدمہ زیر التواء ہے، تو صرف اسی وجہ سے انکوائری کو خراب کیا جاتا ہے اور انکوائری کے نتیجے پر پہنچنا یا تو قانون میں برا ہے یا بدنیتی پر مبنی ہے۔

دہلی کلاتھ اینڈ جنرل ملز لمیٹڈ بمقابلہ کشن بھان [1960] 3 ایس۔سی۔آر۔ 227، حوالہ دیا گیا۔

دیوانی اپیل کا عدالتی حد اختیار: 1963 کی سول اپیل نمبر 517-1958 کے صنعتی تنازعہ نمبر 81 میں انڈسٹریل ٹریبونل، ایرناکولم کے 28 ستمبر 1960 کے ایوارڈ سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

اپیل گزار کی طرف سے جی بی پائی، جے بی داداچنجی، اوسی ماتھر اور رویندر نارائن۔

پی گووندا مینن، ایم ایس کے آئینگر اور ایم آر کے پلئی، مدعا علیہ نمبر 1 کے لیے۔

31 مارچ 1964۔ عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

گجیندر گڈکر، سی۔جے۔ خصوصی اجازت کی اپیل انڈسٹریل ٹریبونل، ایرناکولم

کے ذریعے منظور کردہ حکم کے جواز کے بارے میں ایک مختصر سوال اٹھاتی ہے، جس میں اپیل کنندہ، ٹاٹا آئل ملز کمپنی لمیٹڈ کو اپنے کارکن کے کے راگھون کو بحال کرنے کی ہدایت کی گئی تھی جسے اس نے 14 نومبر 1955 سے مسترد کر دیا تھا۔ اپیل کنندہ ایک پبلک لمیٹڈ کنسرن ہے جو صابن اور بیت الخلا کے سامان کی صنعت میں مصروف ہے۔ یہ 12 سیلز آفس کے علاوہ تین فیکٹریوں کا مالک ہے۔ ان میں سے ایک فیکٹری ریاست کیرالہ کے ایرناکولم کے ٹاٹا پورم میں واقع ہے۔ مسٹر راگھون اپیل گزار کے ساتھ ٹاٹا پورم میں اس کی فیکٹری میں کام کر رہے تھے۔ اپیل کنندہ کو اطلاع دی گئی کہ 12 نومبر 1955 کو مسٹر راگھون اور اپیل کنندہ کے ایک اور ملازم مسٹر میتھیوز نے ٹاٹا پورم میں کمپنی کی فیکٹری کے صابن پلانٹ کے چارج مین مسٹر سی اے آگسٹین کو اس وقت روکا جب وہ دوسری شفٹ میں اپنی ڈیوٹی کے بعد گھر لوٹ رہے تھے اور ان پر حملہ کیا۔ یہی وجہ ہے کہ 14 نومبر 1955 کو میسرس راگھون اور میتھیوز دونوں کے خلاف چارج شیٹ جاری کی گئیں۔ چارج شیٹ کی خدمت کے مطابق، اپیل کنندہ کی طرف سے انکوائری کرنے کے لیے دو افسران مقرر کیے گئے تھے، لیکن مدعا علیہ یونین نے اپیل کنندہ سے نمائندگی کی کہ راگھون اور میتھیوز کے ساتھ انصاف نہیں کیا جائے گا جب تک کہ ٹاٹا پورم سے باہر کسی کو انکوائری کرنے کے لیے مدعو نہ کیا جائے۔ اس کے بعد، اپیل کنندہ کے جنرل منیجر نے مسٹر وائی ڈی جوشی، جو ہیڈ آفس میں اپیل کنندہ کے لاء آفیسر ہیں، کو انکوائری کرنے کے لیے مقرر کیا۔ مسٹر جوشی نے 27 سے 30 دسمبر 1955 تک انکوائری کی، اور اس کے بعد، انہوں نے 7 جنوری 1956 کو اپیل کنندہ کے جنرل منیجر کو اپنی رپورٹ پیش کی۔ اس وقت، اپیل کنندہ اور اس کے ملازمین کے درمیان ایک صنعتی تنازعہ زیر التوا تھا، اور اس لیے، اپیل کنندہ نے میسرس راگھون اور میتھیوز کی برطرفی کی منظوری کے لیے انڈسٹریل ٹریبونل میں درخواست دی۔ ٹریبونل نے راگھون کو برخاست کرنے کی منظوری دی، لیکن میتھیوز کو برخاست کرنے کی منظوری نہیں دی۔ ٹریبونل کی طرف سے دی گئی منظوری کے

مطابق عمل کرتے ہوئے، اپیل کنندہ نے راگھون کو 14 نومبر 1955 سے برخاست کر دیا۔ برخاستگی کے حکم سے مطمئن نہ ہو کر مدعا علیہ نے راگھون کی مذکورہ برخاستگی کے جواز اور جواز کے حوالے سے صنعتی تنازعہ کھڑا کیا اور یہ موجودہ حوالہ کا موضوع بن گیا ہے جس کا حکم 3 دسمبر 1958 کو دیا گیا تھا۔ اسی حوالہ پر انڈسٹریل ٹریبونل نے فیصلہ دیا ہے کہ اپیل کنندہ راگھون کو برخاست کرنے میں جائز نہیں تھا، اور اس لیے اس نے اس کی بحالی کا حکم دیا ہے۔ یہ وہ حکم ہے جس نے خصوصی اجازت کے ذریعے موجودہ اپیل کو جنم دیا ہے۔

پہلا نقطہ جو اس اپیل میں ہمارے فیصلے کا مطالبہ کرتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا ٹریبونل کا یہ مؤقف درست تھا کہ راگھون کے خلاف ثابت ہونے والے حقائق اپیل کنندہ کے تصدیق شدہ اسٹینڈنگ آرڈرز کے اسٹینڈنگ آرڈر 22 (viii) کی دفعات کو راغب نہیں کرتے تھے۔ مذکورہ اسٹینڈنگ آرڈر میں کہا گیا ہے کہ "بدانتظامی" کی اصطلاح کے عمومی معنی پر تعصب کے بغیر، اس کا مطلب سمجھا جائے گا اور اس میں دیگر باتوں کے ساتھ ساتھ، شراب نوشی، لڑائی، ہنگامہ خیز یا بے ترتیب یا غیر مہذب سلوک شامل ہوگا۔ یہ عام بات ہے کہ مبینہ حملہ فیکٹری کے باہر ہوا، اور درحقیقت اس سے کافی فاصلے پر ہوا۔ ٹریبونل نے فیصلہ دیا ہے کہ زیر بحث حملے کو راگھون اور آگسٹین کے درمیان خالصتا نجی معاملے کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے جس سے اپیل کنندہ کا کوئی تعلق نہیں ہے اور جس کے نتیجے میں راگھون کے خلاف اسٹینڈنگ آرڈر 22 (viii) نہیں لگایا جا سکتا۔ مسٹر مینن جو ہمارے سامنے مدعا علیہ کی طرف سے پیش ہوئے ہیں، نے دعوی کیا ہے کہ اس کردار کے مستقل احکامات کو سمجھنے میں، ہمیں اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ خالصتا نجی یا انفرادی قسم کے تنازعات کو ان کے دائرہ کار میں نہ لایا جائے۔ ان کا استدلال ہے کہ کئی مواقع پر انفرادی ملازمین کو نجی تنازعات سے نمٹنا پڑ سکتا ہے اور بعض اوقات ان نجی تنازعات کے نتیجے میں حملہ کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح کا حملہ تعزیرات ہند کی متعلقہ دفعات کو اپنی طرف متوجہ کر سکتا

ہے، لیکن یہ اسٹینڈنگ آرڈر 22 (viii) کے تحت نہیں آتا ہے۔ ہماری رائے میں، یہ تنازعہ اچھی طرح سے مبنی ہے۔ ہمارے خیال میں، فیکٹری کے بغیر کسی بھی ہنگامہ خیز رویے کو اسٹینڈنگ آرڈر 22 (viii) میں شامل کرنا غیر معقول ہوگا جو خالصتاً نجی اور انفرادی تنازعہ کا نتیجہ تھا اور جس کے دوران دونوں مدمقابل کا غصہ گرم ہوگیا۔ اس لیے کہ اسٹینڈنگ آرڈر 22 (viii) کو راغب کیا جا سکے، اپیل کنندہ کو یہ ظاہر کرنے کے قابل ہونا چاہیے کہ بے ترتیب یا ہنگامہ خیز رویے کا حملہ آور اور متاثرہ کی ملازمت سے کچھ عقلی تعلق تھا۔

تاہم، موجودہ معاملے میں، یہ بالکل واضح ہے کہ راگھون کی طرف سے آگسٹین پر کیا گیا حملہ خالصتاً نجی یا انفرادی معاملہ نہیں تھا۔ اس حملے کا سبب کیا تھا اور اس کا مقصد کیا تھا، اس پر ڈومیسٹک ٹریبونل نے غور کیا ہے اور ان نکات پر ڈومیسٹک ٹریبونل کے نتائج کو موجودہ کارروائی میں قبول کیا جانا چاہیے، جب تک کہ وہ کسی ثبوت پر مبنی نہ ہوں یا بصورت دیگر منحرف نہ ہوں۔ اب، جب ہم انکوائری آفیسر کی رپورٹ پر نظر ڈالتے ہیں، تو یہ واضح ہوتا ہے کہ مسٹر ایم آگسٹین اور کے ٹی جوزف کی طرف سے دیے گئے شواہد سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ راگھون نے سی اے آگسٹین پر حملہ کیا تھا، کیونکہ وہ ترغیبی بونس اسکیم متعارف کرانے کے حق میں تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس ترغیبی بونس اسکیم کے تعارف کو کارکنوں کے ایک سیٹ نے منظور کیا تھا اور دوسرے نے اس کی مخالفت کی تھی، جس کے نتیجے میں بالترتیب ان دونوں سیٹوں سے تعلق رکھنے والی دو حریف یونینوں کو اس سوال پر ایک دوسرے کے خلاف کھڑا کیا گیا تھا۔ ان دو گواہوں کے شواہد جن کا ہم نے ابھی حوالہ دیا ہے واضح طور پر ظاہر کرتے ہیں کہ جب راگھون نے سی۔ اے۔ آگسٹین پر حملہ کیا تو اس نے واضح طور پر کہا کہ آگسٹین ایک سیاہ پیر (کرین کالی) تھی جو بونس حاصل کرنے کے لیے کمپنی میں پیداوار بڑھانے میں دلچسپی رکھتی تھی۔ اور رپورٹ مزید ظاہر کرتی ہے کہ

انکوائری آفیسر نے اس ثبوت پر یقین کیا اور اس نتیجے پر پہنچا کہ حملہ راگھون اور سی۔اے۔ آگسٹین کے درمیان اس دشمنی سے ہوا تھا۔درحقیقت، بنائے گئے الزام سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ حملہ اسی مقصد کے لیے کیا گیا تھا۔الزام میں الزام لگایا گیا تھا کہ آگسٹین پر حملہ ان کارکنوں کو دہشت زدہ کرنے کے لیے کیا گیا تھا جو ترغیبی بونس اسکیم کے تحت پیداوار میں اضافہ کرنے کے ذمہ دار تھے۔الزام کے مطابق، اس طرح کی کارروائیاں نظم وضبط کے لیے انتہائی تخریبی تھیں۔انکوائری افسر نے مؤقف اختیار کیا ہے کہ ایم ایم آگسٹین اور کے ٹی جوزف کی طرف سے دیے گئے شواہد کی روشنی میں، جو الزام وضع کیا گیا تھا وہ ثابت ہو گیا ہے۔اس نتیجے کا واضح مطلب یہ ہے کہ حملہ حملہ آور اور اس کے شکار کے درمیان خالصتاً انفرادی یا نجی جھگڑے کا نتیجہ نہیں تھا، بلکہ یہ ترغیبی بونس اسکیم کے تعارف کے حوالے سے دونوں کے درمیان اختلاف رائے کا حوالہ تھا جس پر دونوں یونینوں میں شدید اختلاف تھا۔لہذا، اگر راگھون نے آگسٹین پر صرف اس وجہ سے حملہ کیا کہ آگسٹین مزید پیداوار کی درخواست کی حمایت کر رہا تھا جسے اسٹینڈنگ آرڈر 22 (viii) کے دائرہ کار سے باہر نہیں کہا جا سکتا۔

اگلا نقطہ جس پر غور کرنے کی ضرورت ہے وہ ایک درخواست سے پیدا ہوتا ہے جس پر مسٹر مینن نے ہمارے سامنے سختی سے زور دیا ہے کہ ٹریبونل نے یہ مؤقف اختیار کرنے میں جواز پیش کیا کہ انکوائری آفیسر نے فطری انصاف کے اصولوں کے مطابق انکوائری نہیں کی، اور اس لیے ٹریبونل خود شواہد میں جانے اور یہ فیصلہ کرنے کا حقدار تھا کہ راگھون کی برطرفی جائز تھی یا نہیں۔اس معاملے میں قانونی حیثیت شک میں نہیں ہے۔اگر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ گھریلو انکوائری فطری انصاف کے اصولوں کے مطابق نہیں کی گئی تھی اور مثال کے طور پر راگھون کو اپنے دفاع کی حمایت میں ثبوت پیش کرنے کا معقول موقع نہیں دیا گیا تھا، تو یہ ایک درست بنیاد ہوگی جس پر ٹریبونل گھریلو انکوائری کے نتائج کو

مسترد کر سکتا ہے اور مذکورہ نتائج سے متاثر نہ ہونے والی خوبیوں پر معاملے پر غور کر سکتا ہے۔ بدقسمتی سے مدعا علیہ کے لیے، تاہم، ریکارڈ پر موجود مواد پر ٹریبونل کے اس نتیجے کو برقرار رکھنا بہت مشکل ہے کہ انکوائری آفیسر۔قدرتی انصاف کے اصولوں کے مطابق انکوائری نہیں کی۔

یہ ساری دلیل اس حقیقت پر مبنی ہے کہ راگھون دو ویٹریس، میسرس ایم پی مینن اور چلاکوڈی سے پوچھ گچھ کرنا چاہتا تھا۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ راگھون نے انکوائری آفیسر کو بتایا کہ وہ ان دونوں گواہوں سے جرح کرنا چاہتا ہے اور اس نے اس سے درخواست کی کہ وہ مذکورہ دو گواہوں کو ثبوت دینے کے لیے مدعو کرے۔انکوائری افسر نے راگھون سے کہا کہ مذکورہ دو گواہوں کو بلانا واقعی اس کے فرض کا حصہ نہیں تھا اور حقیقت میں راگھون کو انہیں خود تیار رکھنا چاہیے تھا۔اس کے باوجود، راگھون کی مدد کے لیے، انکوائری افسر نے دونوں گواہوں کو خطوط لکھے۔مسٹر مینن نے انکوائری افسر کے سامنے حاضر نہ ہونے کا اظہار کرتے ہوئے جواب دیا، اور انکوائری افسر نے یہ جواب راگھون کو بھیج دیا، تاکہ راگھون کے مینن سے پوچھ گچھ کرنے میں ناکامی کے لیے انکوائری افسر کو بالکل بھی ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جا سکے۔چلکوڈی کے حوالے سے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نے انکوائری آفیسر کو مخاطب کرتے ہوئے ایک خط بھیجا تھا اور یہ 31 دسمبر 1955 کو ان تک پہنچا، جس دن وہ بمبئی کے لیے روانہ ہو رہے تھے۔اس خط پر دستخط نہیں کیے گئے تھے، اور اس لیے انکوائری آفیسر نے اس پر کوئی کارروائی نہیں کی اور چلاکوڈی کو تین یا چار دن بعد پیش ہونے کا وقت نہیں دیا جیسا کہ اس غیر دستخط شدہ خط میں تجویز کیا گیا تھا۔ٹریبونل نے سوچا کہ انکوائری آفیسر کا یہ رویہ غیر ہمدردی پر مبنی تھا اور اس نے انکوائری میں ہی غیر منصفانہ کا عنصر متعارف کرایا۔ہم اس بات کی تعریف کرنے سے قاصر ہیں کہ تسلیم شدہ حقائق پر اس طرح کا نتیجہ کیسے نکل سکتا ہے۔ہمیں نہیں لگتا کہ انکوائری آفیسر کو غیر دستخط شدہ خط کو قبول کرنے اور اس

پر عمل کرنے کے لیے بلایا گیا تھا۔ اس کے علاوہ، انکوائری افسر یہ انکوائری کرنے کے لیے بمبئی سے ایرنا کولم گیا تھا، کیونکہ مدعا علیہ یونین خود چاہتی تھی کہ انکوائری مقامی اسٹیشن کے باہر کسی اور افسر کے ذریعے کی جائے اور یہ معلوم تھا کہ انکوائری ختم ہوتے ہی بمبئی افسر واپس چلا جائے گا۔ ایسے معاملے میں اگر راگھون نے اپنے گواہوں کو انکوائری افسر کے سامنے پیش کرنے کے لیے اقدامات نہیں کیے تو یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ انکوائری افسر نے فطری انصاف کے اصولوں کے مطابق انکوائری نہیں کی؟ مسٹر مینن نے مشورہ دیا ہے کہ انکوائری آفیسر کو گواہوں ایم پی مینن اور چلکو ڈی کو ثبوت دینے کے لیے اپنے سامنے لانے کے لیے اقدامات کرنے چاہئیں تھے۔ یہ تجویز واضح طور پر ناقابل قبول ہے۔ گھریلو تفتیش میں، تفتیش کرنے والا افسر کسی گواہ کی حاضری پر مجبور کرنے کے لیے کوئی درست یا موثر قدم نہیں اٹھا سکتا؛ جس طرح اپیل کنندہ نے افسر کے سامنے اپنے گواہ پیش کیے، اسی طرح راگھون کو اپنے گواہوں کو پیش کرنے کے لیے اقدامات کرنے چاہئیں تھے۔ ان کے گواہ مینن نے شاید یہ خیال کیا کہ گھریلو تفتیش میں پیش ہونا ان کے وقار کے تحت تھا، اور چلکو ڈی ایک غیر دستخط شدہ خط بھیجنے پر راضی تھا اور وہ بھی اس دن انکوائری آفیسر تک پہنچنے کے لیے جب وہ ایرنا کولم سے بمبئی کے لیے روانہ ہو رہے تھے۔ یہ تجویز کرنا غیر معقول ہوگا کہ گھریلو انکوائری میں، چارج شیٹ شدہ ملازم کا یہ حق ہے کہ وہ جتنی چاہے موخریاں مانگے۔ یہ سچ ہے کہ اگر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ چارج شیٹ شدہ کارکن کے کہنے پر سماعت ملتوی کرنے سے انکار کر کے، انکوائری آفیسر مذکورہ کارکن کو ثبوت پیش کرنے کا معقول موقع دینے میں ناکام رہا، جسے مناسب صورت میں، انکوائری میں کمزوری کا عنصر متعارف کرانے کے لیے سمجھا جا سکتا ہے؛ لیکن اس معاملے کے حالات میں، ہمیں نہیں لگتا کہ اس طرح کا اندازہ لگانا ممکن ہوگا۔ ریکارڈ سے پتہ چلتا ہے کہ انکوائری آفیسر راگھون کی مدد کرنے کے لیے اپنے راستے سے ہٹ گیا؛ اور اگر گواہ وقت پر ثبوت دینے کے لیے نہیں آئے تو یہ اس کی غلطی نہیں تھی۔ اس کے مطابق ہمیں یہ ماننا چاہیے کہ ٹریبونل اس نتیجے پر

پہنچنے میں غلطی پر تھا کہ انکوائری اس کمزوری سے دوچار تھی کہ یہ قدرتی انصاف کے اصولوں کے منافی تھی۔

اس کے بعد آیئے اس بات پر غور کریں کہ آیا راگھون کی برطرفی بدنیتی سے کی گئی ہے، یا اس کا شکار ہونے کے مترادف ہے۔ شکار کی درخواست کے حوالے سے، ٹریبونل نے یقینی طور پر مدعا علیہ کے خلاف پایا ہے۔ "میں ایک لمحے کے لیے بھی یقین نہیں کرتا، "ٹریبونل کہتا ہے،" کہ انتظامیہ نے سابق کارکن کے خلاف مقدمہ درج کیا۔ شکار کے الزام کے حوالے سے، اس معاملے میں کوئی کافی ثبوت نہیں ہے کہ انتظامیہ یا اس کے منیجر مسٹر جان شکار یا غیر منصفانہ مزدوری کے عمل سے متاثر تھے۔" یہ نتیجہ واضح طور پر اپیل کنندہ کے حق میں ہے۔ تاہم ٹریبونل نے سوچا کہ چونکہ انکوائری آفیسر نے راگھون کو اپنے گواہوں سے پوچھ گچھ کرنے کے لیے ملتوی نہیں کیا جس سے بدنیتی کا عنصر سامنے آیا۔ اس نے یہ بھی مشاہدہ کیا ہے کہ چونکہ راگھون کے خلاف مقدمہ اسٹینڈنگ آرڈر 22 (viii) کے دائرہ کار میں نہیں آتا تھا اور پھر بھی، اپیل کنندہ نے اس اسٹینڈنگ آرڈر کے تحت راگھون کے خلاف الزام عائد کیا، جس نے بدنیتی کا ایک اور عنصر متعارف کرایا۔ یہ ان بنیادوں پر ہے کہ ٹریبونل کی طرف سے درج کردہ بدنیتی کے بارے میں نتیجہ ختم ہوتا نظر آتا ہے۔

پہلی بنیاد کے حوالے سے، ہم پہلے ہی قرار دے چکے ہیں کہ ٹریبونل 31 دسمبر 1955 سے آگے کیس ملتوی نہ کرنے پر انکوائری آفیسر کو موردالزام ٹھہرانے میں جائز نہیں تھا۔ دوسری بنیاد کے حوالے سے، ہمیں حیرت ہے کہ ٹریبونل کو یہ نظریہ اختیار کرنا چاہیے تھا کہ چونکہ اس کی رائے میں، اسٹینڈنگ آرڈر 22 (viii) اس کیس کے حقائق پر لاگو نہیں ہوتا ہے، اس لیے مذکورہ اسٹینڈنگ آرڈر کے تحت الزام کی تشکیل اور اس بنیاد پر اپیل کنندہ

کے حق میں ڈومیسٹک ٹریبونل کا نتیجہ بدنیتی ظاہر کرتا ہے۔ ہمیں ایسا لگتا ہے کہ ٹریبونل نے عدالتی نقطہ نظر کے ایک ابتدائی اصول کو مکمل طور پر نظر انداز کر دیا ہے کہ یہاں تک کہ اگر کوئی جج یا ٹریبونل حقیقت یا قانون کے کسی غلط نتیجے پر پہنچ سکتا ہے، تو اس نتیجے کی محض غلطی اس نتیجے کو بدنیتی پر مبنی نہیں بناتی۔ اس کے علاوہ، جیسا کہ ہم نے ابھی اشارہ کیا ہے، خوبیوں کی بنیاد پر ہم مطمئن ہیں کہ ٹریبونل نے اس موقف میں غلطی کی کہ اسٹینڈنگ آرڈر 22 (viii) لاگو نہیں ہوا۔ لہذا، ٹریبونل کا یہ نتیجہ کہ راگھون کی برطرفی بدنیتی پر مبنی تھی، ممکنہ طور پر برقرار نہیں رکھا جاسکتا۔

ایک اور بات ہے جسے مسٹر مینن نے ہمارے سامنے اٹھایا ہے۔ پھول باری ٹی اسٹیٹ بمقابلہ اس کے کارکنوں میں، (1) اس عدالت نے فیصلہ دیا ہے کہ اگر گھریلو انکوائری ناقص پائی جاتی ہے، تو آجر ٹریبونل کے سامنے ثبوت پیش کر کے اپنے ملازم کی برطرفی کا جواز پیش کرنے کی کوشش کر سکتا ہے جس پر متنازعہ برخاستگی سے پیدا ہونے والے صنعتی تنازعہ کو فیصلے کے لیے بھیجا گیا ہے۔ مسٹر مینن کا مؤقف ہے کہ استدلال کی برابری سے، ایسے معاملات میں جہاں ملازم اپنی غلطی کے بغیر گھریلو ٹریبونل کے سامنے اپنا ثبوت پیش کرنے سے قاصر ہو، اسے صنعتی ٹریبونل کے سامنے کارروائی میں اپنا مقدمہ ثابت کرنے کا ایسا ہی موقع دیا جانا چاہیے۔ ہماری رائے میں، یہ تنازعہ اچھی طرح سے مبنی نہیں ہے۔ پھول باری ٹی اسٹیٹ (اوپر) کے معاملے میں فیصلہ اس بنیاد پر آگے بڑھتا ہے جو صنعتی فیصلے میں بنیادی اہمیت کا حامل ہے کہ گھریلو انکوائریوں میں مناسب طریقے سے ریکارڈ کیے گئے نتائج جو منصفانہ طور پر انجام دیے جاتے ہیں، صنعتی فیصلے کے ذریعے اس وقت تک دوبارہ جانچ نہیں کی جاسکتی جب تک کہ مذکورہ نتائج یا تو مسخ شدہ نہ ہوں، یا کسی ثبوت، یا اس نوعیت کی کسی اور درست وجہ سے ثابت نہ ہوں۔ ایسے معاملے میں، یہ حقیقت کہ صنعتی ٹریبونل کے ذریعے نتیجہ قبول نہیں کیا جاتا ہے، ضروری نہیں کہ ملازم کو اپنے

ملازم کی برطرفی کو اہلیت کی بنیاد پر جواز پیش کرنے سے روکا جائے، بشرطیکہ وہ صنعتی ٹریبونل کے سامنے ثبوت پیش کرے اور ٹریبونل کو اپنا مقدمہ قبول کرنے پر آمادہ کرے۔تاہم، یہ موجودہ جیسے معاملے سے بہت مختلف ہے۔ہمارے سامنے کیس میں، انکوائری منصفانہ رہی ہے، انکوائری آفیسر نے راگھون کو اپنے ثبوت پیش کرنے کا کافی موقع دیا۔اگر ملازم کو کسی معقول موقع سے انکار کر دیا جاتا، تو اس سے انکوائری خود ہی خراب ہو جاتی اور پھر آجر کو انڈسٹریل ٹریبونل کے سامنے اپنا مقدمہ ثابت کرنا پڑتا، اور تنازعہ سے نمٹنے میں انڈسٹریل ٹریبونل کو گھریلو انکوائری کے نتائج کو مکمل طور پر نظرانداز کرنے میں جائز قرار دیا جاتا۔لیکن اگر تفتیش منصفانہ طور پر کی گئی ہے،تو اس کا مطلب ہے کہ سب کچھ معقول ہے۔ملازم کو اہم شواہد کے ذریعے اپنا مقدمہ ثابت کرنے کا موقع دیا گیا ہے۔ایسے معاملے میں عدالت یہ کیسے کہہ سکتی ہے کہ محض اس وجہ سے کہ گواہ ملازم کے مقدمے کی حمایت میں ثبوت دینے کے لیے پیش نہیں ہوئے، اسے صنعتی ٹریبونل کے سامنے اس طرح کے ثبوت پیش کرنے کی اجازت دی جانی چاہیے۔اگر اس عرضی کو برقرار رکھا جاتا ہے تو کوئی گھریلو انکوائری مؤثر نہیں ہوگی اور ہر معاملے میں اس معاملے کی سماعت انڈسٹریل ٹریبونل کے ذریعے نئے سرے سے کرنی ہوگی۔لہذا، ہم مسٹر مینن کی اس دلیل کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں کہ ٹریبونل نے موجودہ ریفرنس کی کارروائی میں اپنے لیے تنازعہ کی خوبیوں پر غور کرنا جائز تھا۔چونکہ تفتیش منصفانہ طور پر کی گئی ہے، اور اس میں درج کیے گئے نتائج ایسے شواہد پر مبنی ہیں جن کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے، اس لیے انڈسٹریل ٹریبونل کے لیے ان ہی حقائق پر غور کرنے کا کوئی جواز نہیں ہوگا۔اس طرح کی انکوائریوں میں مناسب طریقے سے ریکارڈ کیے گئے نتائج فریقین کے لیے پابند ہیں، جب تک کہ، یقیناً، یہ معلوم نہ ہو کہ مذکورہ نتائج متضاد ہیں، یا کسی ثبوت پر مبنی نہیں ہیں۔

ایک اور نقطہ ہے جس پر غور کرنا باقی ہے۔ایسا لگتا ہے کہ انڈسٹریل ٹریبونل نے یہ

نظریہ اختیار کیا ہے کہ چونکہ راگھون کے خلاف فوجداری کارروائی شروع کی گئی تھی، اس لیے مذکورہ فوجداری کارروائی کے حتمی نمٹارے تک گھریلو تحقیقات کو روک دیا جانا چاہیے تھا۔ جیسا کہ اس عدالت نے دہلی کلاتھ اینڈ جنرل ملز لمیٹڈ .v کشال بھان، (1) یہ مطلوب ہے کہ اگر گھریلو تفتیش میں کسی کارکن کے خلاف بنائے گئے الزام کو جنم دینے والے واقعے کی سماعت فوجداری عدالت میں کی جارہی ہے، تو آجر کو فوجداری مقدمے کے حتمی نمٹارے تک گھریلو تفتیش پر روک لگانی چاہیے۔ ایسا طریقہ اختیار کرنا خاص طور پر مناسب ہوگا جہاں مزدور کے خلاف الزام سنگین نوعیت کا ہو، کیونکہ ایسی صورت میں مزدور کو اس دفاع کو ظاہر کرنے پر مجبور کرنا غیر منصفانہ ہوگا جو وہ فوجداری عدالت کے سامنے لے سکتا ہے۔ لیکن یہ کہنا کہ گھریلو انکوائریوں کو فوجداری مقدمے کی سماعت کے لیے زیر التواء رکھا جا سکتا ہے، یہ کہنے سے بہت مختلف ہے کہ اگر کوئی آجر اس حقیقت کے باوجود ڈومسٹک انکوائری کے ساتھ آگے بڑھتا ہے کہ فوجداری مقدمہ زیر التواء ہے، تو صرف اسی وجہ سے انکوائری کو خراب کیا جاتا ہے اور اس طرح کی انکوائری میں جو نتیجہ اخذ کیا گیا ہے وہ یا تو قانون کے لحاظ سے برا ہے یا بدنیتی پر مبنی ہے۔ منصفانہ طور پر، ہمیں یہ بھی شامل کرنا چاہیے کہ مسٹر مینن نے اس انتہائی موقف کا جواز پیش کرنے کی کوشش نہیں کی۔ لہذا، ہمیں یہ ماننا چاہیے کہ انڈسٹریل ٹریبونل غلطی پر تھا جب اس نے گھریلو انکوائری کے نتائج کو جزوی طور پر بدنیتی پر مبنی قرار دیا کیونکہ راگھون کے خلاف فوجداری کارروائی کے التوا میں انکوائری پر روک نہیں لگائی گئی تھی۔ ہم اس کے مطابق یہ مانتے ہیں کہ اس معاملے میں گھریلو انکوائری مناسب طریقے سے منعقد کی گئی اور منصفانہ طور پر انجام دی گئی اور انکوائری آفیسر کے ذریعے اخذ کردہ حقائق کے نتائج شواہد پر مبنی ہیں جنہیں اس نے سچ تسلیم کیا۔ ایسا ہونے کی وجہ سے، صنعتی ٹریبونل کے لیے یہ کھلا نہیں تھا کہ وہ حقائق کے انہی سوالوں پر نظر ثانی کرے اور اس کے برعکس نتیجے پر پہنچے۔

نتیجہ یہ ہے کہ اپیل کی اجازت ہے۔ انڈسٹریل ٹریبونل کے ذریعے منظور کردہ حکم کو کالعدم قرار دیا جاتا ہے اور اس کے حوالے کا جواب اپیل کنندہ کے حق میں دیا جاتا ہے۔ اس اپیل کو ختم کرنے سے پہلے، ہمیں یہ بھی شامل کرنا چاہیے کہ اپیل کنندہ کے لیے مسٹر پائی نے 1,000 روپے معاوضہ ادا کرنے کی منصفانہ پیشکش کی ہے۔ موجودہ اپیل کے حتمی نمٹارے تک اپیل کنندہ کو روک دینے والے اس عدالت کے حکم کی پیروی میں اپیل کنندہ کی طرف سے اسے پہلے ہی ادا کی گئی رقم کے علاوہ راگھون کو اخراجات کے حوالے سے کوئی آرڈر نہیں ہوگا۔

اپیل کی اجازت دی گئی۔

Meraj U Din Sofi
2024.04.02 15:04
I attest to the accuracy and
integrity of this document